محمد آصف ہارون☆

خود ساختہ عید کا تشکیلی جز...... چراغاں کرنا

ماہِ ربیع الاوّل کا چاند جیسے ہی جلوہ افروز ہوتا ہے اپنی جلوہ آرائی کے ساتھ بدعات وخرافات کا ایک سیلِ رواں لے کر آتا ہے جو تھمنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ بعض ناعاقبت اندیش لوگوں کی طرف سے اس ماہ مبارک میں مختلف بلاد وقریٰ میں بڑی دھوم دھام، جوش وخروش اور عقیدت و احترام سے خود ساختہ عید کا جشن منایا جاتا ہے پھر اس غیر مشروع جشن کو چار چاند لگانے کیلئے بازاروں، عمارتوں اور شاہراہوں کو سجایا جاتا ہے، گھروں کی زیبائش وآرائش کی جاتی ہے۔ مساجد میں چراغاں کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں نعت ومیلاد کی محافل اور رقص وسماع کی مجالس میں کافوری شمعیں روشن کرنے کے بے شمار بدعی مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں۔ دیوانگی، بے ساختگی اور وارفتگی کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے قلبی محبت وعقیدت کے دعوے اور نعرے بلند کئے جاتے ہیں۔ اسی ضمن میں اسلام کے منافی بعض حرکات وسکنات بھی دیکھنے میں آتی ہیں۔

ستم بالائے ستم بعض صوفی منش لوگوں نے ان ساری اختراعات وخرافات کو نہ صرف ذریعہ قرب الٰہی وعشق مصطفیٰ ﷺ قرار دیا بلکہ دینِ حنیف کی اصل واساس تک کہہ ڈالا ہے اوران کو اعمالِ صالحہ اور امورِ حسنہ سے متصف کیا ہے۔ ان شخصیات میں سرفہرست ڈاکٹر طاہر القادری صاحب ہیں۔ جو روایاتِ ضعیفہ، مرویاتِ موضوعہ، اقوالِ مرجوحہ اور قیاساتِ فاسدہ سے استدلال کرنے میں بے نظیر ہیں۔ نصوصِ شرعیہ سے اپنی من مانی تعبیر کرنا اور من پسند معنی اَخذ کرنا ڈاکٹر صاحب کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ لہٰذا بدعات وخرافات کے ذریعہ سے اُمتِ مسلمہ کو ذلت وضلالت کی ایسی اندھیر نگری کی طرف دھکیلا جا رہا ہے جہاں سے واپسی ناممکن نظر آرہی ہے۔ چنانچہ اس فعل شنیع کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ڈاکٹر صاحب دن رات کوشاں ہیں۔ جشن عید میلاد النبی ﷺ کے اجزائے تشکیلی میں سے ایک تشکیلی جز 'چراغاں کا اہتمام کرنا' کے تحت فرماتے ہیں:

> ''عمارتوں، راستوں اور شاہراہوں پر چراغاں کرنا بھی جشن عید میلاد النبی ﷺ کے اجزائے تشکیلی میں سے ہے، کیا قرونِ اولیٰ میں بھی اس کی کوئی مثال ملتی ہے؟ نگاہِ تحقیق سے دیکھا جائے تو اس کی مثالیں نہ صرف ثقہ روایات کی روشنی میں قرونِ اولیٰ میں دیکھی جاسکتی ہیں بلکہ یہ عمل خود ربّ ذوالجلال کی سنت بھی ہے...... اور آپ کے میلاد پر آرائش وزیبائش کا اہتمام کرنا بدرجۂ اتم مستحسن عمل ہے۔'' [ماہنامہ منہاج القرآن، اپریل ۲۰۰۷ء، ص ۱۴،۱۵]

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک 'چراغاں کا اہتمام کرنا' نہ صرف ثقہ روایات سے ثابت ہے بلکہ رب ذوالجلال کی سنت بھی ہے۔ جن روایات سے ڈاکٹر صاحب نے استدلال کرتے ہوئے 'چراغان کرنا' کو ثابت کیا ہے ان کی استنادی

☆ فاضل كلية الشريعة، جامعہ لاہور الاسلامیہ

حیثیت آئندہ سطور میں واضح کردی گئی ہے، سردست ہم ڈاکٹر صاحب سے درخواست گزار ہیں کہ چراغاں کرنے کو رب ذوالجلال کی سنت کے دعوے پر کوئی دلیل بھی بحوالہ سامنے لائیں تا کہ اس دلیل کو پرکھا جاسکے۔

ہوسکتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے اس دعوے کی دلیل درج ذیل عبارت کو سمجھتے ہوں کہ

''حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ سعیدہ کی رات خانہ کعبہ پر جو ستاروں سے چراغاں کیا گیا، اسے اہل محبت سنتِ الٰہیہ کے ذیل میں دیکھ سکتے ہیں۔'' [ص۱۴]

لیکن یہ عبارت بھی کسی حوالہ کے بغیر درج کی گئی ہے اگر یہ کوئی روایت ہے تو اس عبارت کا عربی متن مع حوالہ اور سند کے ساتھ پیش کیا جانا چاہیے تھا تا کہ تحقیق کی جستجو رکھنے والے اس کی سند کو پرکھتے اور اسی طرح اسے محدثین کی عدالت میں پیش کیا جاتا تا کہ اس کی استنادی حیثیت سامنے آجاتی، کیونکہ کسی روایت کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کا پتہ اس کی سند سے ہی چل سکتا ہے۔

سند کی اہمیت کے متعلق سیدنا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردِ رشید عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الإسناد من الدّين، ولولا الإسناد لقال من شاء ما شاء [مقدمہ صحیح مسلم بشرح النووی: ۱/ ۴۷]

''اسناد دین کا حصہ ہے اگر اسناد نہ ہوتی تو کوئی جو چاہتا سو کہہ دیتا۔''

ملاعلی قاری حنفیؒ فرماتے ہیں:

أصل الإسناد خصيصة فاضلة من خصائص هذه الأمة، وسنة بالغة من السنن المؤكّدة بل من فروض الكفاية. [شرح شرح النّخبة: ص۱۹۴]

''سند کی حقیقت یہ ہے کہ یہ اُمت مسلمہ کے خصائص میں سے ایک بہترین خاصہ ہے اور سنن مؤکدہ میں سے ایک بلیغ سنت ہے بلکہ فرض کفایہ ہے۔''

مشہور حنفی محقق عبدالفتاح ابوغدۃؒ فرماتے ہیں:

فالسند عند السّلف معيار ومسبار للعلم المنقول قبولا أو ردّا ولا يقبل علم مروي إلا بسند فهو شرط مطلوب في كل علم ينقل لإثباته أو نفيه وفي كل خبر صغير أو كبير طويل أو قصير وما القصد منه إلا تحقّق الصدق في الخبر وانتفاء الكذب عنه وما يتمّ هٰذا وذاك إلا بالسند. [الإسناد من الدّين: ص۹۵]

''پس سلف کے نزدیک علم منقول کو ردّ یا قبول کرنے کیلئے سند ہی معیار و کسوٹی ہے اور سند کے بغیر علم مروی قبول نہیں کیا جائے گا۔ لہٰذا سند ہر علم میں شرط مطلوب ہے جس سے اس علم کا اثبات یا انتفاء ہوتا ہے مزید برآں ہر کبیر وصغیر، طویل وقصیر، خبر میں بھی سند ہی شرط مطلوب ہے جس کا مقصد خبر میں صدق کی تحقیق اور اس سے کذب کا انتفا ہوتا ہے۔ اور (هذا و ذاك/ یہ اور وہ) کا اتمام صرف سند سے ہی ہوتا ہے۔''

ڈاکٹر صاحب چراغاں کے جواز پر مزید لکھتے ہیں:

''حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہؓ ایک روایت میں بیان فرماتی ہیں: وہ حضور ﷺ کی ولادت کے وقت 'حضرت آمنہؓ' کے پاس تھیں اور اس رات جب کہ آپ کی ولادت ہوئی، فرماتی ہیں:

فما شيء أنظر إليه من البيت إلا نور. [المعجم الكبير للطّبراني: ۲۵/ ۱۸۶]

''میں نے دیکھا کہ گھر میں ہر چیز نور سے منور ہوگئی ہے۔'' [ص۱۴]

جائزہ

یہ روایت المعجم الکبیر میں دو مقامات پر وارِد ہوئی ہے جس کی اسناد حسبِ ذیل ہیں:

(١) حدثنا محمد بن أبان الأصفهاني ثنا محمد بن عبادة الباهلي ثنا محمّد بن يعقوب الزهري ثنا عبد العزيز بن عمران عن عبد الله بن عثمان بن أبي سليمان عن أبيه عن ابن أبي سويد الثقفي قال سمعت: عثمان بن أبي العاص، يقول أخبرتني أمي. [١٨/ ٣٦٠]

(٢) حدثنا أحمد بن عمرو الخلال المكي حدثنا محمّد بن منصور الجواز ثنا يعقوب بن محمّد الزهرى ثنا عبد العزيز بن عمران عن عبد الله بن عثمان بن أبي سليمان عن أبيه عن ابن أبي سويد الثقفي قال سمعت عثمان بن أبي العاص يقول: أخبرتني أمي. [١٨/ ٣٢٥]

مذکورہ بالا دونوں سندوں میں یعقوب بن محمد الزہری، عبدالعزیز بن عمران اور ابن ابی سوید ثقفی قابلِ حجت رواۃ نہیں ہیں، ان پر ائمہ محدثین ﷭ نے جرح کی ہے، جو حسبِ ذیل ہے:

☆ **یعقوب بن محمد الزہری**

◉ اَبوزُرعہؒ فرماتے ہیں: واهي الحديث

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: منكر الحديث [سوالات البرذعي: ص۴۴۹، ۶۹۱]

◉ امام عقیلیؒ فرماتے ہیں: في حديثه وهم كثير. [الضعفاء للعقيلى: ۴/ ۴۴۵]

◉ امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں: صدوق كثير الوهم والرّواية عن الضّعفاء.

◉ امام اَحمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: ليس بشيء، ليس يساوي شيئا [كتاب العلل: ۲/ ۳۰۹]

◉ امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں:

ما حدثكم عن الثقات فاكتبوه وما يعرف من الشيوخ فدعوه. [تهذيب الكمال: ۸/ ۱۸۰]

☆ **عبدالعزیز بن عمران المعروف بابن اَبی ثابت**

◉ امام بخاریؒ کہتے ہیں: منكر الحديث لايكتب حديثه. [التاريخ الكبير: ۳/ ۲/ ۲۹]

◉ امام نسائیؒ کہتے ہیں: متروك الحديث [كتاب الضعفاء والمتروكين: ص۲۹۸]

◉ امام اَبوحاتم رازیؒ کہتے ہیں:

متروك الحديث، ضعيف الحديث، منكر الحديث جدا. [الجرح والتّعديل: ۵/ ۳۹۱]

◉ اِمام دارقطنیؒ کہتے ہیں: ضعيف الحديث. [تهذيب الكمال: ۴/ ۵۲۶]

◉ امام ترمذیؒ کہتے ہیں: ضعيف الحديث. [الجامع: ۳/ ۲۱۲]

◉ اِمام یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں: ليس بثقة. [الجرح والتعديل: ۵/ ۳۹۱]

◉ اِمام ابن حبانؒ کہتے ہیں:

ممن يروي المناكير عن المشاهير فلما أكثر ممّا لا يشبه حديث الأثبات لم يستحق الدّخول

في جملة الثقات . [المجروحين: ۲/ ۱۳۹]

☆ **محمد بن ابی سوید ثقفی**

◉ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: لا یعرف . [میزان الإعتدال: ۳/ ۵۷۶]

◉ امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں: مجھول . [تقریب التھذیب: ص۳۰۱]

◉ امام خزرجیؒ فرماتے ہیں: مجھول . [الخلاصۃ: ص۳۴۰]

لہٰذا ان رواۃ کی نکارت، ضعف، جہالت اور وہم کی وجہ سے اس روایت سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

جب یہ روایت ناقابل حجت ہے تو پھر اس سے 'عید میلاد النبی ﷺ' کے موقع پر چراغاں کرنے کا جواز پیدا کرنا اور اسے مستحسن عمل گردانے کو موصوف کی کم علمی یا تجاہل عارفانہ پر ہی محمول کیا جاسکتا ہے۔

دوسری روایت جس سے ڈاکٹر صاحب استدلال کرتے ہوئے چراغاں کرنے پر سند جواز پیش کرتے ہیں، یہ ہے۔ فرماتے ہیں:

'حضرت آمنہؓ' سے ایک اور روایت یوں مروی ہے:

أنه خرج مني نور أضاء لي به قصور بصري من أرض الشام، وفي رواية: أضاء له قصور الشام أسواقها حتى رأيت أعناق الإبل ببصرىٰ . [الخصائص الكبرىٰ: ۱/ ۷۸]

''بے شک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی ضیا پاشیوں سے سرزمین شام میں بصرہ کے محلات میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہوگئے۔ اسی قسم کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اس سے ملک شام کے محلات اور بازار اس قدر واضح نظر آنے لگے کہ میں نے بصرہ میں چلنے والے اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا۔'' [منہاج القرآن، اپریل ۲۰۰۷ء ص۱۴]

جائزہ

ڈاکٹر صاحب نے مذکورہ روایت بغیر سند کے امام سیوطیؒ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ 'خصائص کبریٰ' میں موجود روایات کی استنادی حالت اہل علم سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

مذکورہ روایت کی سند نہ لکھنے کی وجہ شاید ڈاکٹر صاحب کے پیش نظر یہ ہو کہ اگر سند نقل کی گئی تو روایت کا ضعف معلوم نہ کرلیا جائے، بہرحال ہم تو پہلے ہی ذکر کر آئے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب روایات ضعیفہ، موضوعہ اور اقوال مرجوحہ کا سہارا لیتے ہیں تاکہ اپنے مذعومہ عقائد کا پرچار کرسکیں۔

مذکورہ روایت کے پہلے حصے کی سند حسب ذیل ہے:

حدثنا علي بن عبدالعزيز، ثنا ابن الأصبهاني ثنا عبد الرحمن بن المحاربي (ح) وحدثنا أبو مسلم الكشي ثنا أبو عمر الضرير ثنا زياد بن عبدالله البكائي (ح) وحدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي ثنا مسروق بن المرزبان الكندي ثنا يحيىٰ بن زكريا بن أبي زائده كلهم عن محمد بن اسحاق عن جهم ابن أبي الجهم مولى الحارث بن حاطب عن عبدالله بن جعفر بن أبي طالب قال حدثتني حليمة بنت أبي ذويب السعديه ...... الخ

أنه خرج مني نور أضاء ت منه قصور بصري من أرض الشام . [المعجم الكبير: ۱۷/ ۴۵۴]

ان الفاظ سے ملتے جلتے الفاظ مسند ابی یعلی موصلی، صحیح ابن حبان، سیرت ابن ہشام، ابونعیم کی دلائل النبوۃ وغیرہ میں بھی ہیں۔

مذکورہ اسناد میں بھی محمد بن اسحاق اور جہم ابن ابی الجہم موجود ہیں۔ جن کے متعلق آئمہ فن جرح وتعدیل کے اقوال درج ذیل ہیں:

☆ محمد بن اسحٰق صاحب المغازی

محمد بن اسحٰق کو ثقہ وصدوق ہیں لیکن مدلس بھی ہیں اور ان کی یہ روایت معنعن ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے 'اعلیٰ حضرت' کے ہاں مدلس کی عنعنہ بالاتفاق مردود ہے، جیسا کہ (فتاویٰ رضویہ) میں ہے:

''عنعنۂ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار ومعتمد میں مردود ونامستند ہے۔'' [ج۵ص۲۴۵]

◉ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: صدوق یدلس . [التقریب: ص۲۹۰]

◉ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: کان ابن اسحاق یدلس . [تهذیب التهذیب: ۹/ ۴۳]

◉ امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں: کان یدلس علی الضعفاء . [الثقات: ۷/۳۸۳]

اور مدلس راوی کی روایت تسریح سماع کے بغیر قابل قبول نہیں جیسا کہ اہل فن کے نزدیک معروف ہے۔

☆ جہم بن ابی الجہم

◉ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

جهم بن أبی الجهم عن ابن جعفر بن أبي طالب وعنه محمد بن اسحاق، لا أعرفه، له قصة حليمة السعدية . [المغني في الضعفاء: ۱/ ۱۳۸،۱۲۰۰]

امام ذہبیؒ کے مذکورہ راوی کے متعلق لا یعرف کے قول کیلئے مزید دیکھئے:

[ميزان الاعتدال: ۱/ ۱۹۷ ، ذيل الكاشف ص ٦٤ ، لسان الميزان: ۲/ ۱٤۲]

◉ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

مجهول [تعجيل المنفعة: ۷٤]

☜ جہم بن ابی الجہم بذاتِ خود بھی مجہول الحال راوی ہیں اور ان کا عبداللہ بن جعفر سے سماع بھی ثابت نہیں ہے۔

☜ آئمہ جرح وتعدیل نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ عبداللہ بن جعفر کا نہ تو حلیمہ سعدیہ سے سماع ثابت ہے اور نہ ہی اُنہوں نے ان کو پایا ہے۔ اور اگر سماع ثابت بھی ہوجائے تو تب بھی یہ سند قابل احتجاج نہیں بن سکتی۔ بہرحال اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ سند منقطع ہے۔ لہٰذا اس بوگس روایت سے چراغاں کرنے کا ثبوت پیش کرنا دور کی کوڑی لانا ہے۔

اسی طرح دوسری روایت کا دوسرا حصہ بمعہ اسناد حسبِ ذیل ہے:

قال: أخبرنا محمد بن عمر، أخبرنا محمد بن عبد الله بن مسلم عن الزهري قال وحدثنا موسیٰ بن عبيدة عن أخيه ومحمد بن كعب القرظی قال وحدثنا عبد الله بن جعفر الزهري

عن عمته أم بكر بنت المسور عن أبيها قال وحدثنا عبد الرحمن بن ابراهيم المدني وزياد بن حشرج عن أبي وجزة قال وحدثنا معمر عن ابن أبي نجيح عن مجاهد قال وحدثنا طلحة بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس (دخل حديث بعضهم في حديث بعض) أن آمنة بنت وهب قالت ...... وخرج معه نور أضاء له قصور الشام وأسواقها حتى رأيت أعناق الإبل ببصرىٰ.

[الطبقات الكبرىٰ: ١/ ١٠١،١٠٢]

جائزہ

مذکورہ چھ اسناد میں سے پہلی سند میں محمد بن عمر الواقدی، دوسری میں موسیٰ بن عبیدہ، تیسری میں اُم بکر بنت المسور، چوتھی میں ابو وجزہ، پانچویں میں ابن ابی نجیح اور چھٹی میں طلحہ بن عمرو ہے۔ ان سب کی استنادی حیثیت درجِ ذیل ہے:

① محمد بن عمر بن الواقدی

◉ امام بخاریؒ فرماتے ہیں:

متروك الحديث سكتوا عنه، تركه أحمد وابن نمير [الضعفاء الصغير: ٢٧٥، التاريخ الكبير: ١/ ١٧٨]

◉ امام نسائیؒ فرماتے ہیں: متروك الحديث [كتاب الضعفاء والمتروكين: ٣٠٣]

◉ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:

الكذابون المعروفون بوضع الحديث على رسول الله أربعة: ابن أبى يحيىٰ بالمدينة والواقدي ببغداد ومقاتل بن سليمان بخراسان ومحمد بن سعيد المصلوب بالشام

[كتاب الموضوعات لابن الجوزى: ١/ ٣٧]

''چار ایسے کذاب ہیں جو رسول اللہ ﷺ پر حدیث کو وضع کرنے میں معروف ہیں: مدینہ میں ابن ابی یحییٰ، بغداد میں واقدی، خراسان میں مقاتل بن سلیمان اور شام میں محمد بن سعید مصلوب ہیں۔

◉ احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: هو كذّاب. [الكامل: ٦/ ٢٢٤٥]

◉ امام ابن حبانؒ نقل کرتے ہیں:

يقول علي بن المديني: الواقدي يضع الحديث. [المجروحين لابن حبان: ٢/ ٢٩٠]

مزید برآں حافظ ابن حجرؒ اسے 'متروک' کہتے ہیں، اور ابوزرعہؒ، امام نوویؒ، ابن معینؒ اور دار قطنیؒ کے نزدیک 'ضعیف' ہے جبکہ امام حاکمؒ نے اسے 'ذاہب الحدیث' کہا ہے۔ [تهذيب الكمال: ٦/ ٤٥، تهذيب التهذيب: ٩/ ٤٦٩، شرح المهذب: ٩/ ٢٦٦، ٢٦٨، الجرح والتعديل: ٨/ ٩٢]

لہٰذا درج شدہ جرح کی بنا پر مذکورہ بالا روایت کی پہلی سند ضعیف ٹھہری۔

② موسیٰ بن عبیدہ

◉ امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں:

منكر الحديث. [الجرح والتعديل: ٨/ ١٥٢]

◉ امام نسائیؒ فرماتے ہیں: ضعيف. [تهذيب الكمال: ٧/ ٢٧٠]

◉ امام مسلمؒ فرماتے ہیں: ضعیف الحدیث . [الکنی: ۸۵]
◉ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں: ضعیف . [السنن: ۱/ ۳۵۱]
◉ امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں: ضعیف . [المحلی: ۲/ ۳۴۷]
◉ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: ضعیف . [التقریب: ۳۵۱]
◉ امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں:

أنه غفل عن الإتقان في الحفظ حتى يأتي بالشيء الَّذي لا أصل له متوهّما ويروي عن الثقات ما ليس من حديث الأثبات من غير تعمد له فبطل الإحتجاج به . [المجروحين: ۲/ ۲۳٤]

''بے شک موسیٰ بن عبیدہ حفظ میں اتقان سے غفلت کا شکار رہے حتیٰ کہ توہم کرتے ہوئے ایسی چیزیں بھی روایت کرجاتا ہے جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی اور ثقات سے غیر ثابت اقوال کو انجانے میں روایت کرتا ہے لہٰذا یہ راوی قابل احتجاج نہیں ہے۔''

اسی طرح جب موسیٰ بن عبیدہ عن محمد ابن کعب عن ابن عباس والی روایت امام احمد بن حنبلؒ کی نظر سے گزری تو انہوں نے فرمایا: هٰذا متاع موسىٰ بن عبيدة ...... كان لا يحفظ الحديث [تهذيب الكمال: ۷/ ۲۶۹]

☜ یادرہے کہ اس سند میں بھی موسیٰ بن عبیدہ، محمد بن کعب سے اور وہ ابن عباسؓ سے روایت کررہے ہیں، لہٰذا یہ سند ضعیف ہے۔

علاوہ ازیں اسے امام ترمذیؒ نے یضعّف فی الحدیث اور امام علی بن مدینیؒ نے ضعیف کہا ہے۔
[سنن الترمذي: ۱۱٦۷ ، تهذيب الكمال: ۷/ ۲٦۹ ، ۲۷۰]

③ اُم بکر بنت مسور

امام ذہبیؒ نے اُم بکر کو 'مجہولات' میں ذکر کیا ہے۔ [میزان الاعتدال: ٤/ ٦١١]

اہل فن کے نزدیک مجہول راوی قابل احتجاج نہیں ہوتا لہٰذا یہ سند بھی ضعیف ٹھہری۔

④ اَبو وجزہ

ابو وجزہ اگرچہ ثقہ راوی ہیں مگر ان کا ابن عباسؓ سے سماع ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ آئمہ فن اسماء ورجال میں سے کسی نے بھی ابن عباسؓ کو ابو وجزہ کے اساتذہ میں اور اسی طرح ابو وجزۃ کو ابن عباسؓ کے شاگردوں میں ذکر نہیں کیا، لہٰذا عدم سماع کی بنا پر یہ سند بھی ضعیف مانی جائے گی۔''

⑤ ابن ابی نجیح (یہ مدلس راوی ہیں)

امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں:

ما سمع التفسير عن مجاهد أحد غير القاسم بن أبي بزة، ونظر الحكم بن عتبة وليث بن أبي سليم و ابن أبي نجيح وابن جريج وابن عيينة في كتاب القاسم ونسخوه ثم دلسوه عن مجاهد . [مشاهير علماء الأمصار: ١٤٦]

''کہ امام مجاہد سے تفسیر صرف قاسم بن ابی بزۃ نے سنی۔ اس کے علاوہ کسی اور نے نہیں سنی، جبکہ مذکورہ رواۃ قاسم کی کتاب سے نقل کرتے، پھر مجاہد سے تدلیس کرتے تھے۔''

چنانچہ یہاں ابن حبانؒ نے ابن ابی نجیح کو مدلس کہا ہے اور وہ سند میں صیغہ عن سے روایت کررہے ہیں لہٰذا یہ سند بھی عنعنہ کی وجہ سے ناقابل استدلال ہے۔

اس کے علاوہ امام نسائیؒ نے بھی اس کو مدلس کہا ہے۔[تهذيب التهذيب: ٦/ ٥٥]

◉امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

ربما دلّس . [التقريب: ١٩١]

اسی طرح امام ابن حجرؒ نے اس کو مدلسین پر مشتمل اپنی کتاب تعریف اهل التدلیس میں بھی ذکر کیا ہے اور امام علائیؒ، ابوزرعہ ابن العراقیؒ، امام سیوطیؒ، امام حلبیؒ، امام ذہبیؒ اور امام دمینیؒ نے بھی اس کو مدلسین میں ذکر کیا ہے۔

⑥ **طلحہ بن عمرو**

◉امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

متروك، متروك الحديث . [كتاب العلل ٢/ ٥٦، الضعفاء للعقيلي: ٢/ ٢٢٤]

◉امام یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: ضعيف . [الضعفاء للعقيلي: ٢/ ٢٢٤]

◉امام بخاریؒ فرماتے ہیں: هو لين عندهم . [الضعفاء الصغير: ٢٦٤]

◉امام نسائیؒ فرماتے ہیں: متروك الحديث . [الضعفاء والمتروكين: ٢٩٤]

اسی طرح امام ابوداؤدؒ نے ضعیف امام ابوحاتمؒ نے ليس بقوى، لين عندهم امام علی بن مدینیؒ نے ليس بشيء کہا ہے۔[تهذيب الكمال: ٣/ ٥١٢، الكاشف: ٢/ ٤٠، الميزان: ٢/ ٣٤٠، تهذيب التهذيب: ٥/ ٢٣، المجروحين: ١/ ٣٨٢]

پس یہ بات نصف النہار کی طرح واضح ہے کہ اس روایت کے ضعیف ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک باقی نہیں رہا۔ اس کے باوجود ڈاکٹر صاحب کا اس روایت سے استدلال کرنا علم حدیث سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔

اور اگر مذکورہ روایات جو ڈاکٹر صاحب کے نزدیک (ثقہ روایات) ہیں کو صحیح بھی مان لیا جائے تب بھی ان سے مروّجہ جشن و چراغاں پر استدلال نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ مظاہر معجزاتِ نبویہ میں شامل ہیں جو ذات نبویؐ کے ساتھ خاص ہیں پھر ڈاکٹر صاحب یہ تو بتلائیں کہ ان روایات میں ایسی کون سی وجہ استدلال ہے جس سے آپ مروجہ چراغاں کو ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ پھر چراغاں بھی ربیع الاول کے مہینے میں کرتے ہیں کیا اس خصوص کی ڈاکٹر صاحب کے پاس کوئی دلیل ہے؟

ڈاکٹر صاحب کا قیاسِ فاسد

مذکورہ بالا سطور میں پیش کی گئیں روایات کی استنادی حالت ماہرین فن جرح وتعدیل کے اقوال سے واضح کی جاچکی ہے، اب ڈاکٹر صاحب نے ڈوبتے ہوئے تنکے کا سہارا لیا ہے اور چراغاں کرنے کے اثبات کیلئے قیاسِ فاسد کی

سعی لاحاصل کی ہے جو ان کی علمی کمزوری کی بین دلیل ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''اگر تعظیم اسلام، عظمت اسلام، شوکت اسلام اور دشمنوں پر رعب و دبدبہ کیلئے کعبہ کی آرائش و زیبائش کی جاسکتی ہے سونے اور چاندی کی قنادیل، شمعیں اور لائٹس کے ساتھ کعبہ کو سجایا جاسکتا ہے۔ بہترین ریشم کو کعبہ کی زینت بنایا جاسکتا ہے تو پھر کائنات کے دولہا حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت پر محبت کا ثبوت دیتے ہوئے اور والہانہ عقیدت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گلی، محلوں، بازاروں اور مسجدوں کو کیوں نہیں سجایا جاسکتا؟ [منہاج القرآن، اپریل ۲۰۰۷ ص ۱۵]

صد فغاں ڈاکٹر صاحب کی اس بے انصافی اور ہوشیاری پر کہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قیاس کسے کہتے ہیں؟ اس کے ارکان کتنے ہیں؟ اس کی شرائط کیا کیا ہیں؟ قیاسِ صحیح اور قیاسِ فاسد میں کیا فرق ہے؟ اگر تھوڑی بہت بھی اُصول فقہ میں مہارت وممارست ہوتی تو ڈاکٹر صاحب کبھی اس طرح کے قیاس فاسد کا سہارا نہ لیتے؟

ڈاکٹر صاحب نے خود نقل کیا ہے:

أن تجويز ستر الكعبة بالدّيباج قام الإجماع عليه . [ص ۱۵]

''کعبہ کو دیباج سے ڈھانپنے اور آرائش وزیبائش کرنے پر اجماع ہو چکا ہے۔''

گویا یہ عمل کعبہ کے ساتھ خاص ہے پھر عام گلی محلوں، بازاروں اور مسجدوں کو بھی اس خصوصیت میں شامل کرنا کتنی بڑی دھاندلی ہے جو ایک مستند عالم دین کو زیب نہیں دیتی۔ کعبہ پر تو اجماع ہے کیا عام گلی محلوں، بازاروں اور مسجدوں کی آرائش وزیبائش، سجاوٹ وزینت اور چراغاں کرنے پر بھی اجماع ہے؟

یہ تو اسی طرح ہے کہ کوئی ڈاکٹر صاحب کا ارادت مند عقیدت میں اللہ کے گھر منہاج القران کی مسجد کو اللہ کے گھر کعبہ پر قیاس کرتے ہوئے طواف کو جائز سمجھ لے تو یقیناً ڈاکٹر صاحب اس قیاس کو قیاس فاسد ہی جانیں گے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ مساجد، مقاماتِ مقدسہ ہوتی ہیں۔ اسلام کے قلعے ہیں، اللہ کے گھر ہوتے ہیں جن کا تقدس وتقدیس، اہلِ اسلام کا فریضہ ہے، لیکن ان میں چراغاں کرنا تو دور کی بات، ان کو زخرفت (چونا گچ) کرنے کو بھی اسلام میں ناپسندیدہ نظر سے دیکھا گیا ہے۔ چنانچہ نبیِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

« ما أمرت بتشييد المساجد » قال ابن عباس: لتزخرفنّها كما زخرفت اليهود والنصارىٰ .

[صحيح سنن أبي داؤد: ٤٣١]

''مجھے مسجدوں کو چونا گچ بنانے کا حکم نہیں ہے۔'' ابن عباسؓ فرماتے ہیں تم ان مساجد کو یہود ونصاریٰ کی طرح آراستہ وپیراستہ کرو گے۔''

علاوہ ازیں عمرؓ بن خطاب کا قول ہے:

إياك أن تحمّر أو تصفّر فتفتن الناس . [صحيح البخارى، كتاب الصلاة: رقم الباب ٦٢]

''خبردار مسجد کو سرخ وزرد رنگ وروغن سے مزین نہ کرنا کہ جس سے لوگ فتنہ میں مبتلا ہو جائیں۔''

حقیقت بھی اس بات میں پنہاں ہے کہ چراغاں کرنے، لائٹنگ کرنے میں بھی نمایاں رنگ سرخ وزرد ہوتا ہے۔ ویسے بھی ہمیں یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرنی چاہئے وہ اپنے کنیسوں اور گرجوں کو حد سے زیادہ آراستہ وپیراستہ، نقش نگاری اور خاص خاص مواقع پر چراغاں کرتے ہیں، لہٰذا اسلام سے محبت کا ثبوت دیتے ہوئے ان کی مخالفت کرنی چاہئے نہ کہ مشابہت۔

«من تشبه بقوم فهو منهم». [مسند أحمد: ٢/ ٥٠، أبو داؤد: ٤٠٣١]

جب مساجد میں چراغاں کرنے کو شریعت نے ناپسندیدہ سمجھا ہے تو پھر گلی، محلوں، بازاروں اور گھروں میں چراغاں کرنا بالاولیٰ اسراف وتبذیر ٹھہرا۔

چراغاں کرنے کی شرعی حیثیت

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ عید میلاد النبی ﷺ ایک خودساختہ عید اور بدعت ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور چراغاں کرنا اس عید کا ایک تشکیلی جز ہے۔ جب اصل ہی بدعت ہے تو اس کی فرع بالاولیٰ بدعت ہوگی۔ جب چراغاں کرنا بدعت ہے تو پھر یہ عمل خیر اور فعل مستحسن کیسے ہوگیا۔ بدعت بہرحال گمراہی ہوتی ہے۔

جیسا کہ ارشاد نبویؐ ہے:

«كل بدعة ضلالة» [صحيح مسلم: ٨٦٧]

اور فرمایا:

« من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهورد » [صحيح مسلم: ١٧١٨]

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہ ہو وہ عمل مردود اور ناقابل قبول ہوگا۔''

چنانچہ چراغاں کرنا ایک مردود عمل ہے نہ کہ قربِ الٰہی اور اجر وثواب کا ذریعہ۔ جولوگ واضح نصوص کے آجانے کے بعد بھی چراغاں کا اہتمام کریں گے تو یہ امر رسول ﷺ کی مخالفت ہوگی جس پر قرآن نے وعید سنائی ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ [النور: ٦٣]

''جولوگ امر رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں کوئی دُکھ کی مار نہ پڑے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد ہوا ہے:

﴿ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴾ [النساء:١١٥]

''جوشخص راہ ہدایت کے واضح ہوجانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے ہم ادھر ہی متوجہ کردیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا اور دوزخ میں ڈال دیں گے۔''

اب ڈاکٹر صاحب خود ہی اندازا لگائیں کہ امر رسول ﷺ کی مخالفت اور غیر مؤمنین کی راہ کی اتباع کس قدر سنگین جرم ہے۔ کیا چراغاں رچانے سے یہود ونصاریٰ کی اتباع لازم نہیں آئے گی؟ کیا احادیثِ نبویہ کی مخالفت لازم نہیں آئے گی؟

ثابت ہوا کہ یہ عمل خیر اور فعل مستحسن نہیں ہے بلکہ منبع زیغ وضلال ہے پھر اس پر بے جا اور بے دریغ مال ضائع کرنا حکم تبذیر میں شامل وداخل ہوگا۔

چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ﴾ [الإسراء:٢٧]

"یقیناً بے جا خرچ کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں۔"

کاش اس پر غور کیا جائے کہ ہر سال اُمت ان اہتمامات سے کس قدر اسراف وتبذیر کی مرتکب ہوتی ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ لوگ غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی، علاقائی موسمی اور ملکی تہواروں کی طرح اس جشن کے موقع پر بھی کروڑوں نہیں تو لاکھوں روپے ضرور اڑا دیتے ہیں مگر پھر بھی خالی ہاتھ نامراد لوٹتے ہیں۔ بدعت کی اشاعت وترویج کا جرم، امر رسول ﷺ کی خلاف ورزی کا جرم، اسراف وتبذیر کا جرم، نجانے کتنے جرائم سے اپنی رداء ابیض کو داغدار کیا جاتا ہے۔ آخر حضرت انسان کو اللہ نے عقل سے نوازا ہے اور شریعتِ مطہرہ نے اسے استعمال کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے۔ عشق مصطفیٰ ﷺ کے جعلی نعرے لگانے والے ذرا غور کریں کہ کیا یہ کروڑوں روپے کا ضیاع زوال پذیر اُمت کو زوال کے علاوہ بے عملی کی طرف نہیں دھکیل رہا؟ کیا آنحضرت ﷺ کی محبت کے عنوان سے اسراف وتبذیر کی یہ انتہا نہیں کہ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا اہم ترین پہلو تو یہ ہو کہ تكسب المعدوم کہ "آپ بے کس اور بے بس لوگوں کو کما کر کھلاتے ہوں۔" جب کہ آپ ﷺ سے محبت کے ان مظاہروں کے موسم میں بھی لوگ بھوک اور فاقے سے مر رہے ہوں، مہنگائی سے تنگ لوگ خودکشیوں اور خودسوزیوں کی راہ لے رہے ہوں اور آپ حضرات عطر ونور کی برسات میں مست، عشق رسولؐ کے محض نعرے لگا رہے ہوں۔

کیا اس کو عشق رسول کہتے ہیں؟ کیا محبت رسول کا یہی تقاضا ہے؟

کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: «إن الله حرم عليكم عقوق الأمهات ووأد البنات ومنع وهات وكره لكم قيل وقال و كثرة السؤال وإضاعة المال» [صحيح البخاري: ٢٤٠٨]

یہاں اضاعتِ مال کا لفظ موجود ہے کیا آپ کے غیر ثابت جشنوں اور مظاہروں میں اضاعتِ مال نہیں ہوتا جس سے منع کیا گیا ہے اور مکروہ جانا گیا ہے۔

میلادی لوگ شاید اس زعم میں مبتلا ہیں کہ یہ جشن محبت 'عقیدت رسول ﷺ' کے اظہار کا ذریعہ ہیں، میلاد النبی ﷺ کی یاد مسرتوں کی سوغات ہے اور جو اس سے گریزاں ہے وہ محبت رسول ﷺ کا پاسدار نہیں، حالانکہ یہ دیوانگی پر مبنی بے بنیاد دلیل ہے۔ اس طرح کے دعویدار ظن وتخمین کے پرستار اور غلو کے شکار ہیں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ سے ہماری محبت کا معیار آپ ﷺ کی شریعت کی اتباع اور سنت کی پیروی میں ہے نہ کہ گمراہ کن محفلوں کے سجانے اور روشنیوں کی دنیا بسا کر نت نئے تماشے دکھانے میں ہے۔

فکرِ آزاد اور جشن میلاد

برصغیر کے نامور قلمکار مولانا ابوالکلامؒ نے مروجہ جشن کے بارے میں بھی تذکیر وتنصیح کے سانچے میں ڈھلی فکر اسلامی دینے کی کوشش کی ہے۔ ہم ان کے بعض اقتباسات یہاں نقل کرتے ہیں اگر تعصب وتحزب کی عینک اُتار کر ان پر غور وفکر کیا جائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اصلاحِ اعمال ونفوس میں کافی پیش رفت ہوسکتی ہے۔

مولانا فرماتے ہیں:

"تم ربیع الاول میں آنے والے کی یاد اور محبت کا دعویٰ رکھتے ہو اور مجلس منعقد کر کے اس کی مدح وثنا کی صدائیں بلند

کرتے ہو، لیکن تمہیں کبھی بھی یہ یاد نہیں آتا کہ جس کی یاد کا تمہاری زبان دعویٰ کرتی ہے اس کی فراموشی کیلئے تمہارا ہر عمل گواہ ہے اور جس کی مدح وثنا میں تمہاری صدائیں زمزمہ سرا ہوتی ہیں۔ اس کی عزت کو تمہارا وجود بٹہ لگا رہا ہے۔''

''پھر اے غفلت کی ہستیو، اور اے بے خبری کی سرگشتہ خراب روحو! تم کس منہ سے اس کی پیدائش کی خوشیاں مناتے ہو جو حریتِ انسانی کی بخشش، حیاتِ روحی ومعنوی کے عطیہ اور کامرانی وفیروزمندی کی خسروی وملوکی کیلئے آیا تھا؟ اللہ اللہ! غفلت کی نیرنگی اور انقلاب کی بوقلمونی! ما سوی اللہ کی عبودیت کی زنجیریں پاؤں میں ہیں، انسانوں کی مملوکیت ومرعوبیت کے حلقے گردنوں میں، ایمان باللہ کے ثبات سے دل خالی اور اعمالِ حقہ وحسنہ کی روشنی سے روح محروم! ان سامانوں اور تیاریوں کے ساتھ تم مستعد ہوئے ہو کہ ربیع الاوّل کے آنے والے کی یاد کا جشن مناؤ، جس کا آنا خدا کی عبودیت کی فتح، غیر الٰہی عبودیت کی ہلاکت، حریتِ صادقہ کا اعلانِ حق، عدالتِ حقہ کی ملوکیت کی بشارت اور امت عادلہ وقائمہ کے تمکن وقیام کی بنیاد تھا۔ ﴿فَمَا لِهَٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا﴾ ......

پس اے غفلت شعاران ملت! تمہاری غفلت پر صد فغاں وحسرت اور تمہاری سرشاریوں پر صد ہزار نالہ وبکا، اگر تم اس ماہ مبارک کی اصلی عظمت وحقیقت سے بے خبر رہو اور صرف زبانوں کے ترانوں، درو دیوار کی آلائشوں اور روشنی کی قندیلوں ہی میں اس کے مقصد ویادگاری کو گم کردو۔ تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ماہِ مبارک اُمتِ مسلمہ کی بنیاد کا پہلا دن ہے، خداوندی بادشاہت کے قیام کا اولین اعلان، خلافتِ ارضی ووراثتِ الٰہی کی بخشش کا سب سے پہلا مہینہ ہے پس اس کے آنے کی خوشی اور اس کے تذکرہ ویاد کی لذت ہر اس شخص کی روح پر حرام ہے جو اپنے ایمان اور عمل کے اندر اس پیغام الٰہی کی تعمیل واطاعت اور اس اسوۂ حسنہ کی پیروی وتاسی کے لئے کوئی نمونہ نہیں رکھتا۔'' ......

اگر اس مہینہ کی آمد تمہارے لئے مسرت کا پیام ہے، کیونکہ اسی مہینے میں وہ آیا جس نے تم کو عالمگیر پیام دیا، تو میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کسی مہینے میں افسوس نہیں، کیونکہ اس مہینے میں پیدا ہونے والے نے جو کچھ ہمیں دیا تھا وہ سب کچھ ہم نے کھو دیا۔ اس لئے اگر یہ ماہ ایک طرف محسن کی یاد تازہ کرتا ہے تو دوسری طرف کھونے والوں کے زخم کو بھی تازہ ہوجانا چاہئے۔'' ......

''تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو، مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو، مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کیلئے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے۔ تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو، مگر تمہارے اعمالِ حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے، تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال وآستین کو معطر کرنا چاہتے ہو مگر تمہاری غفلت کہ تمہاری عظمتِ اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کی مشام روح یکسر محروم ہے۔ ......

کاش تمہاری مجلس تاریک ہوتیں، تمہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب وزینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا، تمہاری آنکھیں رات رات بھر مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں، تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاوّل کیلئے دنیا کچھ نہ سنتی، مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی، تمہارے دل کی بستی نہ اجڑتی، تمہارا طالع خفتہ بیدار ہوتا اور تمہاری زبانوں سے نہیں، مگر تمہارے اعمال کے اندر سے اُسوہ حسنہ نبوی کی مدح وثنا کے ترانے اٹھتے۔'' ......

''پھر وہ قوم، اور صدا...... اس قوم کی عظمت ونادانی، جس کیلئے ہر جشن ومسرت میں پیامِ ماتم ہے اور جس کی حیاتِ قومی کا یہ قہقہہ عیش وفغاں حسرت ہوگیا ہے مگر نہ تو ماضی کی عظمتوں میں اس کیلئے کوئی منظر عبرت ہے نہ حال کے واقعات وحوادث میں کوئی پیام تنبہ وہوشیاری ہے اور نہ مستقبل کی تاریکیوں میں زندگی کی کسی روشنی کو اپنے سامنے رکھتی ہے۔ اسے اپنی کام جوئیوں اور جشن ومسرت کی بزم آرائیوں سے مہلت نہیں، حالانکہ اس کے جشن وطرب کے ہر ورود میں ایک نہ

ایک پیام ماتم وعبرت بھی رکھ دیا گیا ہے۔ بشرطیکہ آنکھیں دیکھیں، کان سنیں اور دل کی دانائی غفلت وسرشاری نے چھین نہ لی ہو۔'' ﴿ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴾ [ق: ۳۷]

لہٰذا ہم ڈاکٹر صاحب اور ان کے ہم نواؤں کو یہی کہیں گے کہ نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہو جائیں اور ان محافل ومظاہر اور جشن و چراغاں سے اجتناب کریں کہ ان سے اسلام کے رخِ زیبا کی شکل بگڑ رہی ہے، اس کے جمال جہاں آراء کو نظر لگ رہی ہے اس کے حسن وسیرت، جلال وکمال، اس کی شان وشوکت اور عظمت و رفعت کی ہمہ گیر خوبیوں وخصلتوں پر آنچ آ رہی ہے۔ اگر آپ اب بھی اس دعوت و پکار پر لبیک نہیں کہیں گے تو سمجھ لیجئے کہ یہ خواہشاتِ نفس اور ہوس پرستی کی رداءِ اسود ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ [القصص: ۵۰]

''اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو چھوڑ کر محض اپنی ہواہ وہوس کے پیچھے لگا ہوا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

☆ ...... ☆ ...... ☆